عِنۡدَ ذِکۡرِ الصَّالِحِیۡنَ تَنۡزِلُ الرَّحۡمَۃُ.

صالحین کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی اُترتی ہے۔

# گلزار سالک رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

الحاج سید شاہ مظہر عالم حسینی نبیرۂ حضرت سالکؒ

خانقاہِ بہلولؒ، قلعہ چوراستہ۔ نظام آباد

مرتب

حافظ شیخ محمود شاہ عالم سالک القادری

کامل الفقہ جامعہ نظامیہ

# تفصیلات

کتاب کا نام : گلزارِ سالکؒ

مرتب : حافظ شیخ محمود شاہ عالم سالک القادری
کامل الفقہ جامعہ نظامیہ

سن اشاعت : 1438ھ 2017ء

تعداد : 100

مطبع : انوار گرافکس 9390045494

ناشر : الحاج سید شاہ مظہر عالم حسینی نبیرۂ حضرت سالکؒ
خانقاہِ بہلولؒ، قلعہ چوراستہ۔ نظام آباد
فون: 9666560602

قیمت :

## ملنے کے پتے

خانقاہِ بہلولؒ، قلعہ چوراستہ۔ نظام آباد

فون: 9666560602

جامعہ اہل سنت الحرمین الشریفین، بی بی کا چشمہ، فلک نما۔ حیدر آباد

فون: 9030334741

# عرض مرتب

**الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آله واصحابه اجمعین .**

اما بعد مختصر حالات اولیاءاللہ پر مشتمل کتاب بنام ’’گلزار سالک‘‘ یہ نبیرۂ پیر سالک حضرت سید شاہ مظہر عالم حسینی حفظہ اللہ کی کوششوں کا ثمرہ ہے۔آپ کی سعی پیہم کے ذریعہ مختلف کتب سے سلسلہ حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ کے بزرگانِ دین کے حالات کو یکجا جمع کیا گیا،اوراحقر کوترتیب کا حکم دیا گیا اوراس بندۂ پُرتقصیر نے سعادت مندی سمجھتے ہوئے حکم کی تعمیل کی، یہ محض حضرت سید شاہ محمود عالم حسینی سالک القادریؒ کا فیض ہے۔چونکہ کاتب تحریرکوبھی حضرت سید شاہ محمود عالم حسینی سالک القادریؒ کے نام کا تصدق ملا،ورنہ اس میں اتنی جرأت کہاں جومقربین بارگاہِ الٰہی کے متعلق خامہ فرسائی کرتا۔

چونکہ احقر کے والدگرامی صوفی شیخ محمد شریف الحق شاہ قادری حفظہ اللہ خلیفہ حضرت سید شاہ محمود عالم حسینی سالک القادریؒ فرماتے ہیں کہ احقر حضرت سالک القادریؒ کی بشارت ہے۔قبل از ولادت والدگرامی نے حضرت سالک القادریؒ کو عالم رؤیا میں دیکھا کہ آپؒ شہ سواری کرتے ہوئے دولت خانہ پر قدم رنجا فرمائے اوردستک دیئے اورکہا:اب جونومولود گھر میں آرہاہے اس کا نام محمود رکھنا،اسی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے احقر کا نام حضرت سالک القادریؒ

کے نام پر رکھا گیا۔

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم اُن کا ہے ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

مندرجہ ذیل کتب سے حالات کو اخذ کر کے اس کتاب میں جمع کیا گیا اور بعض بزرگ حضرات سے روایت کردہ حضرت بہلول وسالک رحمۃ اللہ علیہما کے کرامات واقعات کو بھی اس میں شامل کیا گیا۔

(۱) تاریخ نظام آباد (۲) حیات بہلول (۳) حالات نقشبند دکن (۴) گلزار بہلول

اخیر میں بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ مولیٰ جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب میں تعاون کیا، اُنہیں جزائے خیر عطا فرمائے، خصوصی طور پر جناب حافظ وقاری محمد عبدالسبحان خان قادری سلمہ اللہ کے عمر واقبال میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس۔

میں اپنی کم علمی و بے بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت سید شاہ بہلولؒ کے اس شعر پر اپنی بات کو ختم کر رہا ہوں۔

حوصلہ میرے قلم کو ہے کہاں جو لکھے احوال ِ جذبِ عارفاں
ہے بزرگوں سے یہ میری التجا معاف کردیں اس میں دیکھیں گر خطا

بندۂ گنہگار طالب رحمت غفار
شیخ محمود شاہ عالم سالک القادری (کامل الفقہ جامعہ نظامیہ)

# عرض ناشر

**الحمد لله کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ !**

امابعد! یہ مختصرسی کتاب بنام ''گلزارِسالکؒ '' جس میں موجودہ سجادہ نشین الحاج سیدشاہ مقصود عالم حسینی سے لیکراوتادنظام آباد حضرت سیدشاہ امان اللہ حسینیؒ تک اجمالی طور پرسوانح رقم کی جارہی ہے۔مختصرسہی تقریباً (۵۰۰) پانچ سوسالہ دورکااس کتاب میں احاطہ کیا گیاہے،چونکہ دورحاضرمیں ہرکسی کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ تفصیلاً بزرگان دین کے احوال پڑھ سکے،وابستگان ومریدین کے لئے بغرض استفادہ اس کوشائع کیاجارہاہے۔

اخیرمیں بارگاہِ خداوندی میں عاجزانہ دعاہے کہ جنہوں نے بھی اس کتاب کی ترتیب میں تعاون کیا انہیں جزائے خیرعطا فرمائے۔خصوصاً ہمارے سلسلہ کے نوجوان عالم دین حافظ وقاری شیخ محمودشاہ عالم سالک القادری(کامل الفقہ جامعہ نظامیہ )کی قوت تقریر وتحریر میں مزید طاقت عطافرمائے.

آمین بجاہ طہ ویس۔

العارض

الحاج سیدشاہ مظہرعالم حسینی

فرزنداکبرالحاج سیدشاہ مقصودعالم حسینی سجادہ نشین درگاہ شریف سیدشاہ امان اللہ شریف

# حضرت سید شاہ امان اللہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی: سید شاہ امان اللہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ.

آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی:

سید اسحاق پیر رحمۃ اللہ علیہ. آپ حضور غوث آعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی اولادِ امجاد سے ہیں. ۸۹۰ھ میں آپ کی ولادت بمقام دہلی ہوئی.

حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ نے اپنے والد بزرگوار حضرت سید اسحاق پیرؒ سے بارہ سالہ عمر میں خلافت حاصل کی. آپؒ ۹۳۰ھ چالیس سال کی عمر شریف میں بہ عہد تخت نشینی شاہ بابر دہلی سے براہ کرنول نظام آباد تشریف لائے۔

آپ کو اپنے والد بزرگوار سے روحانی فیض حاصل ہے، مزید آپ نے بابا داؤد کشمیریؒ اور دیگر چالیس بڑے بڑے اولیاء اللہ سے فیوض و برکات حاصل کئے، نظام آباد تشریف لاکر قلعہ کے پیچھے آپ نے ایک اُونچی پہاڑی پر (جسے ہم بابن صاحب پہاڑی کہتے ہیں) گوشہ نشینی اختیار کی اور یہیں سے رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع ہوا، دو صدی سے زائد برس تک سینکڑوں بندگانِ خدا نے آپ سے فیض روحانی و جسمانی حاصل کیا۔ بعد وفات بھی یہ سلسلہ جاری ہے، زائرین کا کثیر تعداد میں بارگاہ پر حاضری دینا اسکی زندہ مثال ہے ۔آپؒ کی عمر شریف کے بارے میں مؤرخین نے لکھا ہے کہ آپ نے دوسو بہتر

(۲۷۲) سال کی طویل عمر پائی۔آپ کے والد بزرگوار نے بھی بہت طویل عمر پائی تھی،حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ کا شمار با کرامت اہل اللہ میں ہوتا ہے کیونکہ آپ کی کرامات زبانِ زد خاص وعام ہے۔ آپؒ نے سطح آب پر مصلیٰ بچھایا اور نماز پڑھی،بے جان اشیاء نے بھی آپ کی صداقت وولایت کی گواہی دی، بہت سے کرامات وواقعات ہے،جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت کی ہستی بے مثل و بے مثال، بے نظیر و باکمال تھی،بعد وفات بھی مزار اقدس کے پاس عجیب وغریب واقعات پیش آتے ہیں۔جس کے کئی لوگ شاہد ہیں۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے جس کو محترم جناب محمد ابراہیم صاحب (نائب صدر درگاہ کمیٹی نظام آباد) نے بیان کیا کہ اُن کے والد محترم جناب محمد عبدالستار صاحب (مرحوم) محلّہ پھولانگ نظام آباد نعتیہ کلام کے بڑے دلدادہ تھے،اکثر محفلیں سجایا کرتے تھے،اُنکے تایا محمد عبدالجلیل صاحب بھی ہمیشہ ساتھ رہا کرتے تھے،پہاڑی شریف پر جب جی چاہا نعت کی محفلیں ہوا کرتی تھیں۔۔ایک دفعہ کا ذکر ہے جبکہ محفل عروج پر تھی اور یہ کلام تھا۔

جہاں ہم دیکھ لے مستی میں ،وہ مستانہ ہوجائے
جہاں ہم بیٹھ جائے جھوم کے،میخانہ ہو جائے
لگادے ہاتھ جس ظرف کو ،پیمانہ ہو جائے
خیال یارِ مخمور میں ،کیا کیا نہ ہوجائے

محفل جبکہ عروج پر ہے،ہرطرف سے واہ واہ کی آوازیں آرہی ہیں۔درگاہ

شریف کے سامنے کلام سنایا جارہا ہے، درگاہ شریف کا دروازہ بند ہے، درگاہ شریف کے اندر سے زوردار آواز آتی ہے۔واہ - واہ- مکرر- مکرر، کلام کا اختتام ہوتا ہے، سب لوگ تشویش میں ہیں کہ درگاہ شریف کے اندر کون لوگ بیٹھے ہیں، جو کلام پر داد دے رہے ہیں۔

محترم محمد عبدالجلیل صاحب ( جنکا تذکرہ اُوپر ہو چکا ہے ) ہمت کر کے آہستہ سے، ماچس سے روشنی کر کے دیکھتے ہیں کہ آخر درگاہ شریف کے اندر کون لوگ ہیں۔۔۔لیکن سکتہ میں آجاتے ہیں، جب نظر آتا ہے کہ درگاہ شریف کے اندر کوئی بھی نہیں ہے، بلکہ حضرت نے ہی خود داد دی تھی، ( سبحان اللہ ) اندازہ لگایئے کہ اُس وقت موصوف کی کیفیت کا کیا عالم ہوا ہوگا۔ بزرگو اور دوستو ! اولیاء اللہ کے تذکرے لامتناہی ہیں، اُن کا تذکرہ کرنے سے قلم عاجز اور زباں قاصر ہے حضرت عارف الحق بہلولؒ حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت کو عِلم بحرِ عطا ہے، آپؒ کی تعلیمات یہ تھیں، ترک خلق اللہ یعنی مخلوق سے دوری، نحن اقرب، اور واسجد واقترب کو سمجھنا۔ انسان کے متعلق فرماتے ہیں: کہ انسان طائر لاہوتی ہے، یہاں مجھے اقبال یاد آتے ہیں،

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

اور فرماتے ہیں کہ انسان کا آشیانہ عرشِ اعلیٰ ہوتا ہے، انسان کو دامِ ناسوتی میں

نہیں پھنسنا چاہئے، بند سیم وزر سے آزاد رہنا ضروری ہے، اور بغیر پیر و مرشد کے مسافرِ راہِ سلوک راستہ طئے نہیں کرسکتا۔

حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ علوم و معارف کے بحرِ بے کراں ہے، ہر وقت یادِ الٰہی میں مست و مگن رہتے تھے، آپؒ کے مجاہدات ہماری ماوراءِ عقل و خرد ہیں، آپؒ کے مجاہدۂ نفس کا ہم اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں، جب آپ تھک جاتے کچھ دیر کیلئے جسم کو راحت دینے کی غرض سے آرام کرلیتے، کس جگہ آرام کرتے ؟ ایسے مقام پر جہاں انسان اطمینان وسکون کے ساتھ لیٹ نہیں سکتا، آپؒ کی بارگاہ کے سرہانے کی جانب ایک چلہ مبارک ہے، جس میں آپؒ عبادت کیا کرتے تھے، اُسی چلہ مبارک میں دو پہاڑ ہیں، جن کے درمیان آپؒ اپنے جسم کو کچھ دیر راحت دینے کیلئے لیٹتے تھے۔ جب آپؒ نظام آباد تشریف لائے تو آپؒ کے ساتھ آپؒ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ بدر عالم حسینیؒ بھی تھے، حضرت سید شاہ بدر عالم حسینیؒ سے آپؒ کا سلسلہ طریقت قائم ہے۔ یہ اوتادِ وقت ایک عالم کو فیوض و برکات سے مستفیض کرتا ہوا ۱۱۶۲ھ میں (۲۷۲) سال کی عمر پاکر داعی اجل کو لبیک کہا: انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعو ن ۔

اسی مقام پر آپ کی تدفین عمل میں آئی، مزار مبارک پر حُسنِ عقیدت کے ساتھ (مسٹر نرسا گوڑ صاحب) نے ۱۳۴۶ھ میں گنبد تعمیر کروایا، اس میں نواب تقی یار جنگ اول تعلقدار ضلع نظام آباد کا بڑا تعاون تھا۔ ہر سال ۱۶ /

۱۷ جمادی الاول کو بصد عقیدت واحترام آپؒ کا عرس منایا جاتا ہے، جس میں زائرین کی کثیر تعداد مختلف اضلاع وریاستوں سے شرکت کرتی ہے۔

الحمدللہ! حضرت کے فیضان باطنی کا طفیل ہے اُس نظام صوفیائی کا سلسلہ اس قحط الرجال دور میں بھی جاری وساری ہے اور سلسلۂ حضرت بہلولؒ کے خلفاء اس کام میں جڑے ہوئے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

## حضرت سید شاہ مظہر الحق المدار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ مظہر الحق المدار رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ کرامات بزرگ گزرے ہیں، اور کبار اولیاء اللہ میں آپؒ کا شمار ہوتا ہے، آپؒ حضرت عارف الحق سید بہلول شاہؒ کے دادا اور سید مدنی شاہ مدن رحمۃ اللہ علیہ کے والدمحترم ہوتے ہیں، آپؒ کا مزار مبارک قلعہ چوراستہ نظام آباد، خانقاہ بہلولؒ کی مشرقی سمت واقع ہے، آپؒ سے متعلق عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ آپؒ کی مزار مبارک کے پاس سے ایک سفید پوشاک میں ملبوس بزرگ کو ہم نے آتے جاتے دیکھا ہے، میرا یہ ماننا ہے کہ وہ حضرت مظہر الحق المدارؒ ہی ہیں۔ جس کو لوگوں نے دیکھا، **الا انّ اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من دار الیٰ دار.**

خبردار! اولیاء اللہ مرتے نہیں ہے بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی جانب منتقل ہوتے ہیں۔

حضرت عارف الحق بہلول شاہؒ فرماتے ہیں:

منتقل ہوتے ہیں مرتے نہیں مردانِ خدا

دونوں عالم سے نہاں کب ہے دوامِ درویش

نیز آپؒ کے مزار کے پاس مخصوص ایام میں ایک طرح کی خوشبو آتی ہے جس سے قلوب کو اطمینان اور اذہان کو سکون حاصل ہوتا ہے، آپؒ کی سالانہ فاتحہ حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ کے عرس کے موقع پر ہوتی ہے، جس میں مریدین و معتقدین کی کثیر تعداد شرکت کرتی ہے۔

## حضرت سید شاہ مدنی المدن رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ مدنی المدن رحمۃ اللہ علیہ صدر الخلفاء نظام آباد درویش صفت بزرگ گذرے ہیں، صاحب باطن و صاحب حال اللہ والوں کی صف میں آپؒ کا شمار کیا جاتا ہے۔ آپؒ حضرت سید شاہ مظہر الحق المدار حسینی کے فرزند باوقار و حضرت سید عارف الحق بہلولؒ کے پدر بزرگوار ہوتے ہیں۔ حضرت سید شاہ مدنی المدن رحمۃ اللہ علیہ کو عملیات میں کامل دسترس حاصل تھی، ساتھ ہی ساتھ آپؒ ماہر حکیم بھی تھے۔ ظاہری مریض آپ سے ظاہری شفاء حاصل کرتے اور باطنی مریض باطنی شفاء سے اپنے دامن کو بھر لے جاتے۔ حضرت سید شاہ مدنی المدنؒ کو آبائی وراثت میں اراضیات ملی تھیں، جس کی وجہ سے آپؒ کا ذریعہ معاش زراعت تھا، آپؒ کی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو آپ کی زندگی آزمائشوں سے بھری نظر آئے گی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کوایک مدت تک نرینہ اولاد سے نہیں نوازا ،آپ کوآرزو تھی کہ رب العالمین نرینہ اولاد سے نوازے، چونکہ آپؒ کے یہاں دختران کی تعداد پانچ (۵) تھی ،لیکن جب پروردگار عالم نے آپ کونرینہ اولاد سے نوازا تو وہ حضرت سید عارف الحق بہلولؒ کی شکل میں ولی برحق ،اوتاد وقت،تاجدار معرفت عطافرمایا۔جن کی ولایت وبزرگی کوسبھوں نے سرِخم تسلیم کیا،جن کی پشت سے حضرت سید عارف الحق بہلول شاہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستی نے جنم لیا ہوتو اس صاحب پشت کی حقیقت اورشان کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔حضرت سید شاہ مدنی المدنؒ کا مزار مبارک نظام آباد،عیدگاہ جدید کے قبرستان میں زیارت گاہِ خلائق ہے،آپؒ کی سالانہ فاتحہ حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ کے عرس کے موقع پر کی جاتی ہے۔

## حضرت عارف الحق سید بہلول شاہ طبقاتی القادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کااسم گرامی : بہلول شاہ

لقب : عارف الحق

تخلص : بہلول

والدگرامی : حضرت سید مدنی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

مقام ولادت : نظام آباد ولادت ۱۳۰۱ھ شیخ العصر ۱۸۸۱ء بہ عہد نواب میر محبوب علی خان آصف جاہ ششم نظام دکن،آپؒ کا مسلک' فقیرانہ اور درویشانہ،زندگی کا ہر ہر گوشہ زہد وتقویٰ سے بھرپور،عشق ومحبت سے

معمور، اتباع نبوی میں ڈوبا ہوا درد سے بھرا ہوا نظر آتا ہے۔

حضرت سید شاہ مدنیؒ کو اللہ تعالیٰ کی کریمی سے پانچ لڑکیاں عطا ہوئیں ،ایک آرزو، حضرت سید شاہ مدنیؒ کے دل میں مچل رہی تھی کہ مسلک صوفیاء کی ترویج واشاعت کے لئے خانوادۂ مظہر الحق المدار کی بقاء کے لئے رب قدیر نرینہ اولاد سے نوازے۔ حضرت سید شاہ مدنیؒ کی دعا باب اجابت کو کھولتی ہے، بڑی تمناؤں کے بعد حضرت بہلول شاہؒ عالم شھادت میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتے ہیں۔

آپؒ خاندان نبوت کے چشم و چراغ ہیں، جس نیت سے آپؒ کا نام رکھا گیا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس نام کی معنویت عطا فرمائی، اس طور پر کہ فقر و درویشی رشد وہدایت کی صفات جلیلہ عطیۂ الٰہی بن کر حضرت سید بہلول شاہؒ میں جلوہ گر ہوئیں۔ اب زمانے کے سامنے صوفیاء کرام کے ماضی کو دہرایا جارہا ہے، ایک بہلول خلیفہ ہارون رشید کے زمانے میں موجود تھے، اسی نام اور اعلیٰ کردار کا ایک اور بہلول اہل دکن کو عطا کیا جارہا ہے۔ چنانچہ بہلول شاہؒ اپنے پرسکون ماحول میں محبت وشفقت کے ساتھ، سایہ عاطفتِ پدری، اور آغوش محبتِ مادری میں اپنا بچپن بسر کر چکے تھے۔

اب تعلیمی دور کا آغاز ہوتا ہے، اُس وقت نظام آباد کا نام اندور تھا، ایک دو خانگی مدارس کے سوا کہیں پر بھی تعلیم کا نام ونشان تک نہیں تھا، ایسے ماحول میں رہ کر حضرت بہلول شاہؒ فارسی، شاعری، عروض وقوافی، فن خطاطی، تصوف

اور دیگر علوم میں کچھ ایسی غیر معمولی محنت وتوجہ فرمائی کہ ماحول میں مشکل سے آپؒ کا جواب ملتا تھا۔حق تو یہ ہے کہ جو بات حصہ کی ہوتی ہے ماحول کی ہزار خرابیوں کے باوجود تائیدازلی سے سعادتِ ابدی کا تاج اُس کے سر پر رکھ دیا جاتا ہے۔

یہ منصبِ جلیل ملا جس کو مل گیا
ہر بوا لھوس کے واسطے دار و رسن نہیں

حضرت بہلول شاہ ؒ (۸)سال کی عمر تک قرآن خوانی وفن تجوید (قرأت)حاصل فرمایا،بعد ازاں فارسی،عربی اور ادبیات کا درس حاصل کیا،جس میں بوستان،گلستان،مثنوی شریف،کلیلہ ودمنہ وغیرہ شامل ہیں،آپؒ نے علم قراءت وتجوید حضرت سید اکبر علی مہاجر مکیؒ اور قاری حضرت عبداللہؒ سے حاصل فرمایا،فن تفسیر،حدیث،فقہ،تصوف میں مولوی سید اسحاق صاحب بدایونی چشتی سے تلمذرہا،اورفن خطاطی نظام آباد کے مشہور وکیل مولوی محمد صدیق صاحب مرحوم سے سیکھا،،شاعری میں آپؒ کے مختلف اساتذہ رہیں۔آپؒ نے روحانی تعلیم والدمحترم حضرت سید مدنی شاہ ابوالمعانیؒ سے حاصل کی،معنوی فیض حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ سے حاصل کیا،اورمعرفت کے مسائل خمسہ کی تعلیم مکن پور جاکر حضرت شاہ عالم سے مکمل کرلی۔

حضرت عارف الحق سید بہلول شاہ رحمۃ اللہ علیہ ظاہری تعلیم کی تکمیل کے بعد مرشدنا حضرت سید شاہ امیر الدین مجرد سجادہ نشین نانڈیڑی رحمۃ اللہ

علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔جس طرح مولائے روم رحمۃ اللہ علیہ والھانہ عقیدت کے ساتھ اپنا سرمایہ علم وفضل ، پیرومرشد حضرت تبریز رحمۃ اللہ علیہ پرقربان کردیا،اسی طرح عزم راسخ وسچی محبت اور حقیقی طلب عرفانِ الٰہی کو لے کر حضرت سید بہلول شاہؒ نے اپنا سب کچھ اپنے مرشد پرقربان کردیا۔

الغرض حضرت سید بہلول شاہؒ نے اپنی فرزانگی اور عقل کی باتیں ، ہوش کی کہانیاں چھوڑ کر، دنیا سے منہ موڑ کر دیوانگی خرید لی،اورمرشد برحق کا دامن تھام لیا،حضرت سید امیر الدینؒ نے (۱۲)سال کا مجاہدہ پیش کیا،کافی ریاضت کروائی گئی،اور(۱۲)سال تک مندرجہ ذیل اُمور کا پابند رکھا گیا۔

(۱) موٹر نشینی سے منع کیا گیا۔(۲) بالا خانہ،بنگلہ پر نہ سونا(پلنگ اُسی میں شامل ہے)۔(۳) توشک پرآرام نہ کرنا۔(۴) بریانی اور اِسی قسم کی غذائیں نہ کھانا۔(۵)کرسی پر نہ بیٹھنا۔(۶) پان،سگریٹ،تمباکونوشی سے روکا گیا۔

لایعنیات،فضول غیرضروری باتیں،مناظرہ،مباحثہ،اورکثرتِ ملاقات سے سخت منع فرمایا،اوراپنے تمام تراوقات ذکروفکر،تلاوتِ قرآن مجید،صوم وصلوٰۃ میں بسر کریں۔

اس طرح آپؒ کی تربیتی منزل مکمل ہوئی ،اس ریاضت وامتحان کے بعد حضرت سید شاہ امیر الدینؒ سجادہ نشین شاہ مکھا اولیاء ناندیڑ نے خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا:تسبیح،مصلیٰ،کشکول عطا فرما کرکہا : کہ ہندوستان کے

بزرگانِ دین کے مزارات عالیہ پرحاضری دو،اور روزے کثرت سے رکھو،عالی مراتب صوفیاء سے نیاز حاصل کرو،ادب کے ساتھ اُن کے سامنے زانوئے تلمذطئے کرو،چنانچہ پیران کلیر،مکن پور، اجمیر شریف،سورت ،کلکتہ ،دہلی،ممبئ وغیرہ کا ایک طویل سفرتادیب نفس کیلئے ہوا۔حضرت عارف الحق سید بہلول شاہؒ کودرگاہ اجمیر شریف سے بھی سلسلہ چشتیہ میں خلافت عطا کی گئی۔

## حضرت عارف الحق سید بہلول شاہؒ کی ازدواجی زندگی

آپؒ کے والد گرامی حضرت سید مدنی شاہؒ اپنے لئے ایک بہواور اپنے نورِنظر کے لئے رفیقِ حیات کی تلاش کرنے لگے،جس طرح فرزند دلبند اللہ والے تھے،اسی طرح رفیقِ حیات بھی اللہ والی ہو۔حضرت سید مدنی شاہؒ کی تمنا کے مطابق آپؒ کا رشتہ درویشانہ ماحول کی بی بی سیدہ رحمت لنساء دختر نیک اختر حضرت سید امام علی شاہؒ سے طئے ہوتا ہے۔بی بی سیدہ رحمت النساء کے بطن مبارک سے حضرت سید بہلول شاہؒ کو اللہ تعالیٰ نے (۳) تین صاجبزادیاں اور ایک صاجبزادہ عطا کیا،جن کا نام (حضرت سید شاہ محمود عالم حسینیؒ )،چھوٹی صاجبزادی کی عمر (۵) سال ،اور ایک لوتے لختِ جگر کی عمر (۷) سال کی تھی کہ عفت وعصمت کا مجسمہ،شرم وحیاء کی پیکر بی بی سیدہ رحمت النساء نے انفلوئزا میں خالق حقیقی سے جاملی۔انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

حضرت سید بہلول شاہؒ کو اپنی زوجہ کے انتقال کے بعد خلاء محسوس ہونے لگا، چونکہ بچوں کی پرورش کا اہم مسئلہ سامنے تھا، ہوا یوں کہ اُسی سال آپؒ کی زوجہ مرحومہ کی ہمشیرہ بیوہ ہوگئی۔ چنانچہ اس قدرتی نظام سے خود بخود سنبھال کی صورت پیدا ہوگئی۔ اُصولی مراحل کے طئے ہونے کے بعد عقد ثانی ہوا۔ عقد ثانی کے بعد ایک صاحبزادہ اور ایک صاجبزادی سے اللہ تعالیٰ نے نوازا۔ غرض حضرت سید بہلول شاہؒ زندگی کے مختلف ہمت شکن مراحل میں صابر و شاکر رہے۔

حضرت سید بہلول شاہؒ نے مذہبی تعلیمات کے لئے مدرسہ دینیہ صوفیہ قائم کیا، اور عام افادیت کے لئے بلا لحاظ مذہب وملت، اُردو ادب، اور خطاطی کی بڑی خدمت کی، آپؒ کے تلامیذہ میں سے اکثریتی طبقہ سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ ذات کے ہندو، راجپوت، برہمن وغیرہ بھی تھے۔

مدرسہ فوقانیہ نظام آباد پر شعبۂ دینیات کیلئے منتخب ہوکر تعلیمی فرائض انجام دیتے رہے، بعدازاں عوام وخواص کے رشد و ہدایت کی خاطر ترکِ ملازمت فرما کر قلعہ کی مسجد کی پیش امامی قبول فرمائی، آپؒ کی استقامت کا عالم یہ ہے کہ آپؒ نے چالیس سال تک قلعہ کی مسجد کی امامت کے فرائض انجام دیتے رہے، آپؒ اکثر سلسلۂ قادریہ میں مرید کیا کرتے تھے، آپؒ کے سینکڑوں مرید حیدرآباد اور دیگر اضلاع میں تھے۔

آپؒ میں بے حد سادگی تھی، مشائخانہ رعونت، اختلاف الناس نام کو نہیں تھا، لوگوں میں اس طرح گھل مل جاتے کہ آپؒ کو پہچاننا مشکل تھا، آپؒ کا لباس بھی نہایت سادہ اور معمولی تھا، وہی لانبا کرتہ، تہبند، شملہ، ہاتھ میں لکڑی، کاندھے پر رومال، اور چہرے پر لمبی داڑھی تھی۔

حضرت سید بہلول شاہؒ علم و عرفان، رشد و ہدایت کے سرچشمہ ہیں، صاحبِ باطن و صاحبِ حال ہیں، رنگِ ہمہ اوست غالب رہتا، کئی کئی روز تک آپؒ پر کیفیتِ وجد طاری رہتی، اُس حالت میں جس شخص پر آپؒ کی نظر پڑتی وہ بھی غرقِ حال ہو جاتا۔

مؤلف کتاب ''حالات نقشبند دکن'' بشیر احمد دلکش حیدرآبادی نے کتاب حالات نقشبند دکن کے اخیر میں حضرت سید بہلول شاہؒ کی سوانح رقم کی ہے، مذکورہ کتاب کی تصحیح حضرت سید بہلول شاہؒ نے کی ہے، تصحیح کے دوران کیفیتِ وجد کے واقعہ کو یوں لکھتے ہیں کہ:

''خادم کو آپؒ سے اور آپؒ کو خادم سے بے حد اُنس ہے، اس کتاب ''نقشبند دکن'' کی تالیف کے سلسلہ میں آپؒ سے تصحیح کروانے کا امتیاز اور شرف بھی حاصل ہے، آپؒ نے اِس کتاب کو بہ نظرِ تصحیح ملاحظہ فرما کر تقریظ بھی لکھی ہے جو فارسی زبان میں ہے۔ عصر سے مغرب تک خدمت والا میں میری حاضری رہتی اور آپؒ مضامین اور ترتیب واسلوب کی سماعت فرما کر اختصار کی تاکید فرماتے، اس طرح کئی دن گزر گئے، جب ذکر خلفاء کا باب شروع ہوا، اور

حضرت میر اشرف علی دکنی نقشبندی کے حالات شروع ہوئے تو آپؒ پر مسلسل ایک ہفتہ استغراق اور وجد آمیز کیفیت رہی، اتفاقاً ایک ہفتہ تک میں بھی غیر حاضر رہا، آپؒ کو میرا سخت انتظار تھا کہ جلد کتاب کی تصحیح ختم ہو جائے۔ چنانچہ جس روز میں آپؒ سے مسجدِ قلعہ میں نماز مغرب کے وقت قدم بوس ہوا تو مجھ پر بھی آپؒ کی قلبی کیفیت کا اثر ہوا، اور آپؒ کے ساتھ وجد کی حالت میں گھومتا رہا، عشاء کے وقت آپؒ کی کیفیت میں سکون پیدا ہوا اور ہم دونوں مسجد میں ایک جگہ بیٹھ گئے، میں نے عرض کی کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ ارشاد ہوا کہ: ''جوں ہی حضرت میر اشرف علی دکنیؒ کے حالات پڑھنا شروع کیا تو مجھ پر رقت اور وجد طاری ہو گیا، جو اب تک رہا اُن کے حالات میں عجیب فیضان مترشح ہے، کوئی آئینہ قلب اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، پھر ارشاد فرمایا، اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی پیش آیا یعنی جوں ہی اُن کی زبان سے یہ شعر موزوں ہوا :

مجھے مشرک کہیں گے اہل معنی
اگر کہ دوں خدا ہے اور میں ہوں

(بہلولؔ)

اس شعر کی وجہ سے آپؒ کو (۱۵) پندرہ روز تک غیر معمولی وجد اور محویت رہی، جو شخص بھی آپؒ سے ملتا وہ بھی رقتِ قلبی سے متاثر اور مستغرق ہو جاتا، حتیٰ کہ خود باہر کا دروازہ کھولتے تو باہر جس پر نظر گرتی وہ بھی غرقِ حال ہو جاتا:

جس کے ملنے سے یاد آئے حق　　　عارف الحق کی یہ نشانی ہے

# کرامات حضرت عارف الحق سید بہلول شاہؒ

دلکش حیدرآبادی نے مزید حضرت ممدوح کے چند واقعات وکرامات کو یوں ذکر کیا ہے۔

☆ میں عصر کے وقت پہاڑی شریف حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ پر حاضر ہوا تو (حضرت سید شاہ بہلولؒ) اُس غار میں منتظر تھے، جس میں حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ ریاضت ومجاہدہ کیا کرتے تھے، وہاں جاتے ہی عصر کی نماز کے بعد کتاب کی تصحیح ختم فرمادی گئی، اور خود ہی ہاتھ بڑھا کر طریقہ قادریہ میں مجھ کو مرید کر کے فرمایا: قادریہ طریقے کا بھی فیضان دیکھو، جو سمندر کی طرح موجزن ہے، مرید ہوتے ہی مجھ کو بہت کوفت رہی کہ میں نے استخارہ نہیں کیا، اور نہ بزرگانِ نقشبندیہ سے اجازت حاصل کی، کہیں ایسا نہ ہوجائے کہ بزرگانِ نقشبندیہ کا مجھ پر عتاب ہوجائے، کیونکہ میرے بچپن کے مرشد حضرت ضمیرالدین شاہ نقشبندیؒ تھے اور اب معنوی طور پر اُویسیہ نسبت حضرت نقشبند دکنؒ سے ہے۔ اسی تشویش میں سوگیا اور پچھلی رات کو خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ ملک پیٹ کی نئی مسجد میں نماز مغرب کی جماعت میں ہم سب شریک ہیں، نماز ختم ہونے کے بعد لوگ منتشر ہوگئے اور صحن میں مختلف مقامات پر جتھوں کی شکل میں بیٹھ گئے، مسجد کے اندر محراب کے سامنے (۴) چار، (۵) پانچ بزرگ ہستیاں جو بالکلیہ آپؒ یعنی حضرت سید بہلول شاہؒ کی طرح

لباس پہنے ہوئے تھے بیٹھ گئے، اور میں بھی اُن کے ساتھ بیٹھ گیا، اسی اثناء میں ایک بارُعب بزرگ، سفید شیروانی پہنے ہوئے محراب سے برآمد ہوئے، اور پوچھا کہ: عارف الحق کہاں ہے؟ اُن بزرگوں نے جواب دیا کہ وہ یہاں وہاں کہیں عوام میں مل کر بیٹھ گئے ہونگے اُن کو پہچاننا اور امتیاز کرنا مشکل ہے، اُن میں مشیخت اور انفرادی شخصیت مطلق نہیں ہے، دورانِ گفتگو مجھے بھی خوف ہونے لگا کہ میں داڑھی، مونچھ صفا چٹ ہوں، کہیں مجھ پر عتاب نہ ہوجائے، اسی اثناء میں میری آنکھ کھل گئی اور میں متفکر تھا کہ عارف الحق کون ہیں؟ اُسی دُھن میں دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپؒ خاص طور پر بے وقت میرے پاس تشریف لائے اور مسکرانے لگے، میں نے پوچھا حضرت قبلہ! کیا آپ کے سلسلہ میں کوئی عارف الحق بزرگ گذرے ہیں؟ آپؒ نے تبسم کے ساتھ فرمایا غریب کا ہی نام ''عارف الحق'' ہیں۔ جو پیرومرشد کا سرفراز کیا ہوا نام ہے یہ سنتے ہی میری تشویش دور ہوگئی، اور فوراً یہ قطعہ موزوں ہوا:

ربط راسخ گشت از پیران پیر ۔۔۔ چوں غلام شہ امان اللہ شدم

چوں بہ دانستم کہ منزل واحد است ۔۔۔ راہ گیر جملہ اہل اللہ شدم

سر بلندم شد بہ نظر نقشبند ۔۔۔ چوں سگ درگاہِ سعد اللہ شدم

آپؒ جب کبھی مجھ غریب کے ہاں تشریف لانا چاہتے تو میرے دل میں ایک قسم کی کشش اور جنبش ہوتی، اور میں انتظار میں رہتا کہ آپؒ میرے پاس تشریف لاتے، اس طرح بارہا ہوتا رہا، آپؒ کی مجھ پر بے حد مہربانیاں تھیں۔

دلکش حیدرآبادی اپنی داڑھی رکھنے کے معاملے کو بھی حضرت سید بہلول شاہؒ کا فیضان سمجھتے ہیں، لکھتے ہیں کہ

☆ (خادم) کی داڑھی کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ آپؒ ہی کی کرامت کا اثر معلوم ہوتا ہے، آپؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کے بعد ایک رات خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ قد آدم آئینہ کے سامنے کھڑا ہوں، شیروانی زیب تن ہے، سر پر شملہ ہے، کندھے پر رومال ہے، لونگی باندھے ہوئے ہوں، میرا چہرہ داڑھی سے منور، خوبصورت اور وجیہ وشکیل نظر آرہا ہے، یہ خواب دیکھنے کے بعد بھی دل میں داڑھی رکھنے کا شوق پیدا ہوا ہے، اور میں نے فوراً داڑھی رکھی۔

دلکش حیدرآبادی نے اپنی نوکری سے معطّلی کے واقعہ کا تذکرہ یوں کیا ہے، لکھتے ہیں کہ

☆ ''پولیس ایکشن، حیدرآباد کی تباہی اور ہندوؤں کی حکومت کے بعد خادم گزیٹیڈ عہدہ سے معطل کیا گیا اور دو سال معطل رہا، آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر طالب امداد ہوا تو آپؒ نے سورۂ یٰسین کے وظیفہ کی تلقین کی، خادم اس پر بحالی تک عمل پیرا رہا، اور آخر میں عزت کے ساتھ بحال کیا گیا۔

☆ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت سید بہلول شاہؒ خود اپنے مدرسہ دینیہ صوفیہ میں جاروب کشی فرما رہے تھے، بشیر احمد دلکش حیدرآبادی حاضر خدمت ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ حضور جاروب کشی کی اجازت عطا فرمایئے، تو آپؒ نے انکار کیا، جاروب کشی کرتے ہوئے تبسم آمیز لہجے میں ارشاد فرمایا

:بشیر میاں ترقی مبارک، بشیر احمد دلکش عرض کرتے ہیں کہ قبلہ اسکا کیا مطلب؟ آپؒ مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ہم فقیر لوگ اپنی دُھن میں کیا کہتے ہیں خود ہم کو اس کا خیال نہیں رہتا، چند دنوں بعد بشیر احمد دلکش حیدرآبادی کے ترقی کے احکام آجاتے ہیں۔

﴿ایک دن کا واقعہ ہے دلکش شیخ کی تھی زباں، زبانِ غیب﴾

آپؒ وجودی المسلک تھے،یعنی آپؒ کی طبیعت میں ہمہ اوست کا رنگ غالب تھا،لیکن آدابِ شرعی کو زیادہ ملحوظ رکھتے تھے اور اکثر یہ شعر سناتے تھے۔

تم خلافِ شرع کوئی کلمہ نہیں کرنا بیاں خدا حافظ

حضرت سید بہلول شاہؒ کے پاس اس دور کے بڑے بڑے آفیسرس اپنے معروضات کو لے کر حاضر ہوتے اور آپؒ سے فیض حاصل کرتے، چنانچہ بشیر احمد دلکش حیدرآبادی نے اُس وقت کے کلکٹر ،ضلع نظام آباد جناب فرحت اللہ صاحب کے معروضہ کا واقعہ یوں لکھا ہے:

☆ جناب فرحت اللہ صاحب ضلع نظام آباد کے کلکٹر تھے،موضع ڈچ پلی کی مسجد کے انہدام کے سلسلہ میں زبردست ہنگامہ ہوا،مسلمانوں کی شکایت پر کلکٹر صاحب معطل کیئے گئے،اور وہ کسی نامعلوم مقام پر چھپے رہے۔ایک روز انہوں نے اپنے خاص آدمی کو آپؒ کے پاس روانہ کیا (خادم بشیر احمد دلکش ) بھی اُس وقت حاضر خدمت تھا،حضرت قبلہؒ نے ایک خالص دکنی زبان

کا شعر مجھ سے لکھوا کر ہدایت و ترکیب کے ساتھ فرحت اللہ صاحب کلکٹر کے پاس بھجوایا، اور خط کے جواب میں لکھا کہ سوا لاکھ بار پڑھنے کے بعد بحالی کے احکام آجائیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس واقعہ سے پتہ یہ چل رہا ہے کہ بزرگانِ دین کا کوئی بھی قول کا آمد ثابت ہوتا ہے، آپؒ نے نہ کچھ اذکار عطا کئے اور نہ ادعیہ، صرف خالص دکنی زبان کا شعر لکھ کر بھجوایا اور کلکٹر صاحب کے لئے وہ مفید ثابت ہوا۔

☆ حضرت سید بہلول شاہؒ ایک دفعہ ذکر کی محفل سے اُٹھکر چلے گئے، کچھ دیر بعد واپس ہوکر ذکر میں شریک ہوگئے، بعدِ ذکر جب حاضرینِ محفل نے اُٹھکر جانے کی وجہ دریافت کی تو بتایا کہ میرے ایک مرید کی بنڈی جو چاول کے تھیلوں سے لدی تھی راستے میں پھنس گئی تھی، اُس نے مجھے آواز دی، اُسی لئے مجھے جانا پڑا۔

## حضرت عارف الحق سید بہلول شاہؒ کی تالیفات وتصنیفات

تحفہ بہلول، دیوان محامد، دیوان بہلول، نیرنگ بہلول، تاریخِ حسینی، مقاصدِ بہلول، مرکباتِ بہلول، وظائفِ بہلول وغیرہ۔

**تحفہ بہلول:** یہ آپؒ کی منظوم تصنیف ہے، جس میں حمد ونعت کے بعد بالکلیہ تصوف کے مضامین حقائق ودقائق بیان کئے گئے ہیں۔

**دیوانِ بہلول:** یہ اُردو کلام کا مجموعہ ہے، جو تصوف اور چند فارسی غزلیات پر مشتمل ہے، نمونہ کے طور پر چند اشعار درج ذیل ہیں۔

ان اشعار میں وحدت الوجود کی طرف اشارہ ہے۔

ہر طرف تجھ کو جانِ جاں دیکھا　　کہیں باطن کہیں عیاں دیکھا
جس کو غیب الغیوب کہتے ہیں　　اُس کو کامل نے بے گماں دیکھا
سیدھا اُلٹا 'انا' کا ایک ہی ہے　　اِس میں اسرار عارفاں دیکھا

سیاہ قلبی کے بارے میں فرماتے ہیں :

جرم وخطا کے باعث دل جب سیاہ ہو بہلولؔ
ماہِ منیر سمجھو زیر سحاب آیا

آج کل کے مشائخین کے تعلق سے فرماتے ہیں

دیکھا نہ خدا صوفی کہا یا تو کیا ہوا　　چشموں کو خوب اپنی جمایا تو کیا ہوا
کیا عبد ورب میں فرق ہے اُس کی نہ کی تمیز　　تسبیح وجبہ پہن دکھایا تو کیا ہوا

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **موتو ا قبل ان تموتوا۔**

ترجمہ: مرنے سے پہلے مرو، فرمانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں تفہیم فرماتے ہیں۔

قبل مرنے کے مرے ایسا ہنر پیدا کر　　جانِ جاناں سے ملے ایسی نظر پیدا کر
کلمہ 'لا' سے نفی ہستی کی کرلے بہلولؔ　　روشنی قلب میں پھر مثل قمر پیدا کر

خودی کو فنا کر کے انسان مطلوب تک پہنچ سکتا ہے، اس سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

ہو گئیں ہزار شکلیں آئینہ چور ہو کر　　کوئی سما رہا ہے آنکھوں میں نور ہو کر
بہلولؔ جو خودی کو اپنی کیا فنا ہے　　مطلوب کو وہ جانا ہستی سے دور ہو کر

حال ومقامِ درویش سے متعلق اظہار خیال فرماتے ہیں، اور جو حقیقی درویش ہوتا ہے، وہ طالب کرامت نہیں ہوتا، بلکہ اُسکا کام خود شناسی اور خدا دانی ہوتا ہے، اس سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

کیا قلم میرا لکھے حال ومقام درویش
ہے زمانے کے سوا رنگ وکلام درویش

جانتے ہیں کہ صحو اور محو ہے کیا چیز
پی لیا جب سے صبح ہم نے جامِ درویش

سیر فی اللہ، والی اللہ، ومن اللہ الحق
ہے طریقت میں سلوک ایک نظام درویش

منتقل ہوتے ہیں مرتے نہیں مردانِ خدا
دونوں عالم سے نہاں کب ہے دوامِ درویش

نہ ہو بہلولؔ طلب گار کرامت اصلاً
خود شناسی وخدا دانی ہے کامِ درویش

سلوک، کشف وکرامت اور ضبط کے بارے میں تعلیم فرماتے ہیں

رازداں کو ملا ہے ربط وضبط
ایک حقیقی ادا ہے ربط وضبط

بے قراری بیاں کیا تو کہا
نہیں تجھ کو ملا ہے ربط وضبط

ہے یہ تلقین شہ امان اللہؒ
دیدنی کے سوا ہے ربط وضبط

خونِ دل پی چکا تو جب بہلولؔ
رفتہ رفتہ جما ہے ربط و ضبط

اپنے آپ کو چھپائے رکھنے کے سلسلہ میں اشارۃً فرماتے ہیں

جایئے مہرباں خدا حافظ
راز رکھئے نہاں خدا حافظ

کوئی پوچھے کہ ذات کیا تو کہو
ہے اللہ بے نشاں خدا حافظ

تم خلافِ شرع کوئی کلمہ
نہیں کرنا بیاں خدا حافظ

معیتِ خدا کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

دوست نزدیک ہے تو دور سمجھتا اُس کو　　　مسئلہ صاف طریقت کا صحیح فی الکل
خوب فرمائے ہیں ارشاد امان اللہ شاہؒ　　　تو سمن، شاہ زمن، تو گل و ریحان سنبل

عرفانِ خودی کے باب میں فرماتے ہیں:

اک الف پڑھنے میں عمر گزاری ہم نے　　　ہم کو بتلاتے رہو گے یہ لیاقت کب تک
واعظوں وعظ تو ہے بر سر منبر احسن　　　خود کو پانے کی کرو فکر فصاحت کب تک
ہے فنا سب کو اے بہلولؔ خدا باقی بس　　　یہ حکومت، یہ نظامت، یہ عدالت کب تک

معرفت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

اک نظر ہے ہزار آنکھوں میں　　　باغ ہے گل ہزار آنکھوں میں
از دلیل فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ　　　ہر طرف ہے وہ یار آنکھوں میں
جب سے قَالُوْا بَلٰی کہا ہم نے　　　ہے بلا کی خمار آنکھوں میں
کیا تمنائے وصل ہو بہلولؔ　　　جب ہو لیل و نہار آنکھوں میں

## نیرنگ بہلول:

یہ ایک منظوم غیر مطبوعہ کتاب ہے، جس میں قال اور حال پر بصیرت افروز وضاحت کی گئی ہے۔

**دیوانِ بہلول:** اس میں عربی، فارسی، اُردو، غزلیں ہیں، یہ بھی غیر مطبوعہ کتاب ہے۔

تاریخ حسینی : اس کتاب میں نظام آباد سے متعلق تاریخی تذکرہ ہے، جو فارسی زبان میں ہے، یہ قلمی کتاب ہے،اس میں حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ اور دیگر اولیاء اللہ کے حالات ہیں۔

مقاصدِ بہلول : یہ سلوک طریقت یعنی تصوف کی کتاب ہے، جو اُردو زبان میں ہے،اس میں فقہ اور تصوف کے مسائل کو سوال و جواب کے طرز پر واضح کیا گیا ہے، یہ بھی غیر مطبوعہ ہے۔

مرکبات بہلول: یہ فارسی میں طب سے متعلق ہے،اس میں قدیم نسخہ جات ادویہ درج ہیں۔

وظائف بہلول : یہ ایک فارسی کتاب ہے، جس میں اوراد و وظائف اور ادعیہ کی تفہیم ہے، جو کہ آپؒ کے خاندانی اجازتی ہے۔

## ارشاداتِ عالیہ

توحید کے بارے میں فرماتے ہیں: ''التوحید اسقاط الاضافات'' ظاہر وہی باطن وہی،اول وہی آخر وہی۔اللہ اللہ خاص بندوں کی غذا ہے ،عاشقوں کو اُس کا نام مرغوب ہے، شمع ایک ہے اور قندیلیں ہزار،خدا کی ذات قائم و دائم اور ساری دنیا فانی اور غیر قائم۔

آپؒ نے اس کی تفہیم کے وقت ایک واقعہ بیان فرمایا تھا کہ ایک بڑے بزرگ تھے،ان کی بیوی کو مدت سے آرزو تھی کہ ان کے خاوند اپنی زبان سے

اللہ کہیں، ان کی بیوی اکثر سوچا کرتی تھی کہ میرے خاوند کے کئی ہزار مرید ہیں اور عظیم المرتبت بزرگ جانے جاتے ہیں، لیکن اُن کی زبان سے اللہ نہیں نکلتا، ایک دفعہ نیند میں کروٹ بدلتے وقت بزرگ نے زبان سے اللہ کہا۔ اُن کی بیوی نے یہ سن کر فرطِ خوشی سے علی الصبح اُٹھ کر خاص طور پر کچھ پکوان کر کے خاوند سے کہا کہ چلئے فاتحہ دید یجئے ، بزرگ نے پوچھا: ''یہ غیر معمولی خوشی کیوں''؟ بیوی نے سارا قصہ کہہ سنایا، اتنا سنتے ہی بزرگ نے کہا'' مجھ میں اور اللہ میں اتنی غیریت، اب زندہ رہنا بے کار ہے'' اس کے بعد فوراً ہی انتقال کر گئے۔

یہ ہے توحید اور فنا فی اللہ کی مثال

مجھے مشرک کہیں گے اہلِ معنی — اگر کہہ دوں خدا ہے اور میں ہوں

(بہلولؒ)

## رسالت مآب ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں:

اگر چہ تمام انبیاء آفتاب ہیں لیکن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء، نبی آخر الزماں اور سب میں لاجواب ہیں، اُن کی امت کا لقب خیر الامم ہے۔ چار صحابہ کے نام اطہر و افضل ہیں: اور اُن کے نام سے بحر و بر کانپتے ہیں، جنہوں نے رایت توحید کو بلند و بالا کیا اور جو پستی میں تھے اُن کو اعلیٰ کیا۔ من عرف کی کنہ کو بتلائے گئے، اگر چہ دنیا میں کئی مشاربِ ہدایت ہیں، لیکن زمرۃ الاسلام فی الدنیا عجیب شاندار اور بے نظیر ہے۔

اپنے مرشد حضرت امیر علی شاہ ؒ نانديڑی کی تعریف میں اپنے جذباتِ حقیقی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''وہ رازدان من لدن عین الیقین ہیں ،غیریت میں عینیت دکھائی، ذات سے صفت واصل ہوگئی۔

جیسے: دریا میں بلبلے بے شمار ہوتے ہیں۔اور نام کے قطرے بے اعتبار ہوتے ہیں، اسی طرح میرے دل سے تمام وساوسِ ناسوتی اور نقوش ماسوا کو ایک قلم فنا کر دیا اور اپنا غلام بنا کر عارف الحق کا خطاب دیا، توحیدی شراب پلا کر نصیحت کی کہ اختلاف الناس کو دل سے مٹا، تو اس میں گم ہو جا یہی کمال توحید ہے۔

قطرہ کا حکم حکم ہے بحرِ ذخیر کا اُن کی زبان گویا خدا کی زبان ہے
(دلکش)

## خودشناسی کے سلسلہ میں انکشاف فرماتے ہیں:

تو جسم کی رو سے بہت کثیف ہے لیکن روحانی رو سے نہایت لطیف ہے فنا میں بقا ہے، دل سے غیریت کا پردہ چاک کر اور عینیت دیکھ لے، غیریت میں عقل و دانش کی دکان ہے اور عینیت میں تحقیق نکتہ داں ہے، خواہشِ نفسانی کو چھوڑ اور صاحبِ کمال بن، لاکھوں میں ایک ماہر ہوتا ہے۔

گرچہ ہوتے ہیں چمن میں کئی ہزار چند ہی پھولوں میں ہوتی ہے کشش
(دلکش)

پیرومرشد ہی بتا سکتے ہیں کہ انا یعنی خودی کیا ہے، عاشق کی (۳) تین علامتیں ہیں، آہ سرد، چشم تر اور رنگ زرد۔ قیل وقال کو چھوڑ دے اور شیخ کامل کے ہاتھ پر

پامال اور صاحبِ حال ہوجا، ہر صدی کے بعد ایک قطب پیدا ہوتا ہے، خدا کا ذکر اطمینان کا باعث ہے، نورِ حس کے لئے نورِ حق باعثِ زینت ہے۔

دل یگانہ کر یہی توحید ہے    بس یہی تخلیص اور تجرید ہے

اللہ اللہ کہو کہ اللہ ہوجاؤ، یہ سچ بات ہے کہ "لاالٰہ" ذکر شرعی ہے اور "الا اللّٰـہ" ذکرِ طریقت ہے، حقیقت کا ذکر "اللہ" ہے اور معرفت میں "ھو" ہے۔ ہماری ابتداء دوسرے طریقوں کے منتھی کی ابتداء ہے۔ اگر تو اہل صفا ہونا چاہتا ہے تو اولیاء اللہ سے مکر وحسد نہ کر۔

راہ سلوک طئے کرنے والے مسافرین کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: عام لوگ صنعت اور مصنوع پر ظاہری نظر رکھتے ہیں اور اہلِ باطن صانع پر نظر رکھتے ہیں، صنعت کو دیکھ کر صانع کی طرف رجوع ہونا سیر الی اللہ ہے۔ یعنی سیر اول، سیر دوم میں یعنی سیر فی اللہ خاص دوستوں کا کام ہے، سیر اول میں تصفیہ نفس ہے، اور سیر دوم میں تزکیہ قلب ہے۔

تارک الدنیا بننا نہ دین ہے نہ جواں مردی، مال ودولت، بال بچے اور حکومت وغیرہ کا نام دنیا نہیں ہے، بلکہ اللہ کو بھول جانے کا نام دنیا ہے، خود کو سمجھنا اور اپنی ذات کو کثرتِ ذکر وفرطِ عشق سے اللہ میں غرق کرنا کمال ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر دنیا کے پیچھے ہو رہنا ایسا ہے جیسا کہ خالی پوست کو مغز سمجھنا، بے خودی میں اناالحق بولنا ایسا ہے، جیسے قطرہ کا دریا میں مل جانا، سلامتی تو شریعت میں ہے۔

جانور ہو یا انسان سب کے ساتھ احسان کرو، اس سے مدارج بڑھتے ہیں اور آخرت میں مغفرت حاصل ہوتی ہے، آپؒ فرماتے ہیں:

آدمی اسرار ہے سبحان کا اور سبحان بھید ہے انسان کا

زبان بند رکھو تاکہ دل میں نور کا دروازہ کھل جائے، روح اللہ کی توحید سے خوش ہوتی ہے "التوحید رأس" پر غور کرو معرفت سے راحت نصیب ہوتی ہے، عبد و رب کی نسبت پہچانو اور غور کرو اگر خدا تم کو چشمِ بینا دے ورنہ سنتے رہو، اگر یہ بات بھی نصیب نہ ہو تو مرگِ مفاجأت بہتر ہے۔

علم بے عمل ایک جسمِ بے روح ہے، علم کا ثمرہ عمل ہے۔

علم جو رُخ نہ بتاوے یار کا جہل اس سے خوب ہے سو بار کا

علم وہ ہے جس سے آئے بے خودی با خودی کا علم ہے سوسو بدی

طلبِ علم کے بارے میں خاص طور پر وضاحت فرماتے ہیں:

علم کسبی اور شئی ہے اور علمِ کشفی اور شئی ہے۔ اہل ظاہر کے نزدیک علم سے مراد فقر و اصول ہے اور عارفوں کے نزدیک علم لدنی کا حصول ہے، علمِ اول میں کوشش کا دخل ہے اور علمِ دوم میں حقیقی جوش ہونا ہے۔ بد باطن اور نا اہل کو علم سکھانا چوروں کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے۔ علمِ ظاہر میں حضرت موسیٰ طاق (کامل) تھے اور علمِ باطن میں حضرت خضر کامل تھے۔ اس لئے حضرت موسیٰ نے حضرت خضر سے ملاقات کی تو قرب علمی کی دکان نظر آئی، لیکن رموز باطنی کو سمجھ نہ سکے۔

سماع کے متعلق آپؒ کے ارشادات ملاحظہ ہو:

سماع ایک آتشِ دلگیر ہے جو ماسوااللہ کو جلانے کا ذریعہ ہے، اُس کے راز کا انکشاف مالا یطاق (بیرون طاقت) ہے، یہ محرک قلب ہے، ولایت سلب کا لانے والا ہے، حضرت داؤد علیہ السلام زبور پڑھتے تو آدمیاں اور پرندے جمع ہو جاتے، اہل ہی سُن سکتے ہیں۔ صوفیوں کے نزدیک اس کے لئے اخوان وزمان ومکان کی شرط ضروری ہے۔ زیروبم کے اندر بھید چھپا ہوا ہے، اگر فاش کردوں تو دنیا نیچے اوپر ہو جائے، ہر آدمی سماع سننے کی اہلیت اور موزونیت نہیں رکھ سکتا، نہ ہر پرندے کی غذا انجیر ہو سکتی ہے، سماع عاشقوں کی غذا ہے، سماع کی زمین اور آسمان ہی اور ہے، اس کا پیمانہ اور شراب ہی اور ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ: سماع میں مرید خاص کا گوہر معنی ظاہر ہوتا ہے، ذوقِ تن کا نام تواجد اور طرب قلب کا نام وجد ہے۔

راہ سلوک کے مسافر کیلئے حضرت سید شاہ بہلولؒ کے قیمتی ارشادات سپرد قرطاس ہیں:

سالک کی ترقی کے راستہ میں سب سے اول نفس حائل ہوتا ہے، اس کو زیر کیا جائے، اس کے بعد دل کی حفاظت کی جائے، پھر اثبات کے ذریعہ ترقی روح حاصل ہو یعنی مردہ دل زندہ ہو جائے، بعد ازاں رازِ سرّی، یعنی صفاتی تجلی حاصل ہو جائیگی۔ پھر درجہ خفی، یعنی مقامِ حضور، یہی طریقت کی انتہاء ہے جو بغیر مرشد کی رہبری کے ناممکن ہے۔

حضرت عارف الحق سید شاہ بہلولؒ سے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں مخلوقِ خدا نے اکتسابِ فیض کیا، مختصر سی علالت کے بعد ۱۲/ شعبان المعظم /۱۳۷۴ھ، ۶/اپریل/ ۱۹۵۵ء بروز چہارشنبہ بوقت ۱۰ بجے دن، ۷۳ سال کی عمر پاکر داعی اجل کو لبیک کہا: انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون ۔

آپؒ کے جنازے کے ساتھ ہزاروں کا مجمع تھا، نظام آباد کی تمام سڑکیں اپنی تنگ دامنی کا شکوہ کر رہی تھیں، حسبِ وصیت روبروئے آستانہ عالیہ مرشدنا سید شاہ امان اللہ حسینیؒ آپ کے فرزند و جانشین حضرت سید شاہ محمود عالم حسینی سالک القادریؒ نے جسد اطہر کو مرقد عالی میں رکھا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے    بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

## حضرت سید شاہ محمود عالم حسینی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف: حضرت سید شاہ محمود عالم حسینی رحمۃ اللہ علیہ، تخلص: سالکؔ

آپ کے والد گرامی کا اسم شریف: حضرت عارف الحق سید بہلول شاہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید شاہ محمود عالم حسینیؒ کا سلسلہ نسب امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام سے جاملتا ہے، آپ حنفی المذہب تھے، آپؒ نے اپنی ساری زندگی انتہائی سادگی سے گذاری منکسر المزاجی بدرجہ اتم تھی، ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملاقات آپ کا شیوہ تھا باوجود یہ کہ درویشِ کامل، ولیِ برحق ہونے کے نہ رعونت تھی، نہ مشیخت تھی، ہوتی بھی کیسے؟ جسکی تربیت ایک اوتادِ وقت نے کی ہو، کیسے اُس میں یہ چیزیں نظر آئے گی۔ ایسے پاکیزہ ماحول

میں آپ نے تربیت پائی کہ جب حضرت سید شاہ محمود عالم حسینیؒ نے آنکھ کھولی تو آپ کے سامنے پاکیزہ اسلامی ماحول تھا، آپ کی نظروں کے سامنے والدۂ ماجدہ کی سجدۂ سحر گاہی اور والد گرامی کی ریاضتیں اور مجاہدیں تھے، آپؒ نجیب الطرفین ہیں، آپؒ کی والدۂ ماجدہ سیدانی صاحبہ سیدھی سادھی، خداترس ولیہ تھی، جب آپؒ کی عمر شریف سات برس کی ہوئی تو آغوش مادری سے محروم ہوگئے، آپکی والدۂ ماجدہ کا وصال ہوگیا، آپؒ کی تین حقیقی بہنیں تھیں، اور کوئی حقیقی بھائی نہیں تھے، آپؒ کو بچپن ہی سے بزرگانِ دین اور اپنے آباء واجداد کے واقعات سننے کا بڑا شوق تھا، آپؒ اپنی پھوپیؒ صاحبہ سے واقعات سماعت کرتے اور اپنی تشنگی کو دور کیا کرتے، آپؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی، بعدازاں اعلیٰ تعلیم کے لئے پنجاب لاہور روانہ ہوئے، وہاں سے علوم شرقیہ بزبان فارسی درجہ اول میں کامیاب کئے، نیز آپؒ نے جامعہ نظامیہ حیدرآباد سے دینی علوم، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ منطق، فلسفہ وغیرہ حاصل کیا۔ اردو، عربی، فارسی پر آپؒ کو مکمل عبور حاصل تھا، تینوں زبانوں میں آپؒ کے کلام بر مشتمل نعت، منقبت، تصوفانہ و عارفانہ موجود ہیں۔ حضرت سالک القادریؒ اہل ظاہر و اہل باطن کے امام ہے، عاشق رسول، عامل شریعت، متبع سنت، صوفئی باصفا، مرشد برحق، مستجاب الدعوات ہے، اکثر زبانِ مبارک سے جو بات نکلتی وہ بابِ اجابت سے جاٹکراتی، حضرت سالک القادریؒ کو چہل قدمی اور تیرنے کا بڑا شوق تھا۔

☆ ایک دفعہ حضرت سالک القادریؒ چہل قدمی کرنے کے بعد کچھ دیر کے

لئے ٹھہر گئے، تو اُس وقت دل میں خیال یہ آیا کہ کیا ہی اچھا ہوتا جو تناول کیلئے روٹی اور انڈا مل جاتا، اچانک سے ایک بزرگ روٹی اور انڈا تھامے ہوئے نمودار ہوتے ہیں (سبحان اللہ)۔

آپؒ نے سترہ (۱۷) سال تک تدریسی کام انجام دیئے، عربی، فارسی، دینیات کے شعبوں پر ابتدائی، تحتانی، وسطانی، فوقانی مدارس پر کام کیا، بعدِ حسن خدمت وظیفہ پر سبکدوش ہو گئے۔

حضرت سالک القادریؒ کو آپ کے والد اور مرشد حضرت سید شاہ عارف الحق بہلولؒ نے عرسِ حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ کے موقع پر معززین علماء، مشائخین کا ایک اجلاس طلب کر کے اپنے فرزندِ دلبند کو خرقہ خلافت ودستار بندی سے سرفراز فرمایا، بعدِ حصولِ خلافت و دستار آپؒ نے اپنی ساری زندگی مخلوقِ خدا کی خدمت کیلئے وقف کر دی اور مریدین و معتقدین کی تعلیم وتربیت، رشد و ہدایت میں گزار دی۔ حضرت سالک القادریؒ کی کرامتیں بے شمار ہیں، جس کے لئے ایک دفتر ناکافی ہے، آپؒ کی شریعت پر استقامت سب سے بڑی کرامت ہے چونکہ علماء کرام نے فرمایا: الاستقامة فوق الکرامة. استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے، بعض علماء کرام نے یہاں تک فرمایا کہ : الاستقامة خیر من الف کرامة. استقامت ہزار کرامتوں سے بڑھ کر ہے۔ حضرت جبلِ استقامت تھے چونکہ حضرت سالک القادریؒ مسجد اسٹیشن نظام آباد میں ۱۹۶۰ء سے لیکر اپنے وصال تک امامت کے فرائض

انجام دیتے رہے، ۲۳ سال تک مسلسل امامت کرنا یہ آپؒ کی استقامت کی عظیم مثال ہے۔لیکن یہاں اہل

سلسلہ کے قلوب کی تسکین کیلئے حضرت سالک القادریؒ کی چند کرامتیں درج کی جاتی ہے۔تاکہ نئی نسلیں جو سلسلہ سے وابستہ ہورہی ہیں اُنہیں ان کرامتوں کو پڑھ کر یا سُن کر حضرت سالک القادریؒ کے فیضان باطنی سے بہرور ہونے کا موقع ملے۔

## کرامات حضرت سید شاہ محمود عالم حسینی سالک القادری رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت سالک القادریؒ جب مسجد عثمانیہ رنجل بیت (بودھن) میں امامت کے فرائض انجام دیا کرتے تھے،ایک مرتبہ ہاؤز میں پانی ختم ہو چکا تھا،ایک طالب نے آکر حضرت سالک القادریؒ سے عرض کیا کہ ہاؤز میں پانی ختم ہو چکا ہے اور وضوء بنانے کے لئے پانی نہیں ہے،تو آپؒ نے اُس طالب سے کہا کہ: ٹھیک ہے، باہر جاؤ اور ایک ٹھکری لے کر آؤ، جب وہ طالب باہر سے ٹھکری لے کر آئے اور حضرت سالک القادریؒ کو پیش کیا،تب آپؒ نے اس ٹھکری پر کچھ پڑھا،اور اُس طالب کو دے دیا،اور کہا کہ یہ ٹھکری اُس ہاؤز میں ڈالدو،حسب حکمؒ اُس نے ٹھکری کو ہاؤز میں ڈالدیا،پھر آپؒ نے کچھ دیر بعد طالب سے کہا:

واپس جاؤ اب دیکھو ! ہاؤز میں پانی آیا ہے یا نہیں؟ طالب نے ہاؤز میں پانی بھرا ہوا دیکھ کر حضرت سالک القادریؒ سے عرض کیا کہ کچھ دیر پہلے جس

ہاؤز میں پانی موجود نہ تھا اب اُسی ہاؤز میں پانی بھرا ہوا ہے ،بعد اذاں آپؒ نے اُس طالب کوتاکید کی کہ اِس واقعہ کا اظہار کسی سے نہیں کرنا۔ یہاں مجھے حضرت سالک القادریؒ کا ہی ایک شعر یاد آرہا ہے:

پابند مقدر ہو کر بھی ہر چیز پہ قادر ہے انساں مجبور کا جب یہ عالم ہے، مختار کا عالم کیا ہوگا

☆ ایک مرتبہ حضرت سالک القادریؒ کے گھر میں رات کے وقت کچھ لوگ اجتماعی طور پر حاضر ہوئے اور کافی دیر تک بات چیت کی آوازیں آتی رہی ،لیکن جب صبح میں حضرت سالک القادریؒ کے گھر والوں نے دریافت کیا کہ رات میں کتنے لوگ آپ سے ملاقات کے لئے آئے ہیں اور کتنے لوگوں کا ناشتہ تیار کرنا ہے، اِس پر آپؒ نے فرمایا کہ جو رات میں اجتماعی طور پر مجھ سے ملاقات کے لئے آئے تھے، وہ کوئی مریدین نہیں تھے بلکہ وہ پاک جن حضرات تھے، جو میرے ہاتھ پر بیعت لے کر چلے گئے ، یہ ساری چیزیں ہوتی رہتی ہیں اس کا تذکرہ کسی کے سامنے نہیں کرنا۔اس واقعہ سے ہمیں یہ پتہ چل رہا ہے کہ آپؒ کے متبعین میں جنات بھی شامل ہیں۔

☆ ایک مرتبہ حضرت سالک القادریؒ اپنے ایک مرید کے اصرار پر رات میں اُن کے گھر قیام کئے ہوئے تھے، رات میں ذکر کی محفل کے بعد سب اپنے گھروں میں چلے گئے ،حضرت سالک القادریؒ دیوان خانے میں تنہا رہ گئے ، دروازہ بند تھا لیکن زنجیر نہیں لگائی گئی تھی ،رات دیر گئے دیوان خانے سے اللہ اللہ کے ذکر کی آواز آنے لگی تو میزبان نے حیرت سے یہ آواز سنی اور سونچا

کہ ذکر تو ہو چکا ہے، پھر یہ ذکر کی آواز کیوں آرہی ہے، اس تجسس میں دروازہ تھوڑا سا ہٹا کر دیکھا، میزبان کے پسینے چھوٹ گئے، کیونکہ حضرت سالک القادریؒ کے جسم کے حصے الگ الگ ہو چکے تھے اور ہر حصہ سے ذکر کی آواز آرہی تھی، موصوف کیا کہہ سکتے؟ کچھ کہہ بھی نہیں سکتے تھے، اس پریشانی کے عالم میں فجر کی اذاں ہوئی اور ذکر کی آواز تھم گئی، حضرت سالک القادریؒ کمرے سے نکلتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ میزبان کانپ رہے تھے، آپؒ نے نرم لہجے میں میزبان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ کو دروازہ کھول کر نہیں دیکھنا چاہئے تھا، بہر حال پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے، جاؤ اپنا کام کرو، البتہ اس واقعہ کا تذکرہ کسی سے بھی ہرگز نہیں کرنا۔

☆ مریدین میں سے کچھ لوگ عملیات سیکھنے کی دلچسپی رکھتے تھے، ایک مرتبہ پہاڑی شریف پر عملیات کے درمیان کچھ غلطی کر بیٹھے، جس کی وجہ سے اُنہیں رسّیوں سے باندھا گیا، اور بڑی بڑی کڑائیوں میں تیل گرم کیا جانے لگا تا کہ انہیں اس ابلتے تیل میں ڈال دیا جائے یہ لوگ چیخ و پکار کر رہے ہیں، لیکن آواز ہی نہیں نکل رہی ہے، پھر حضرت سالک القادریؒ کو علم ہوا تو پہاڑی شریف جا کر چھڑالائے اور غصہ کئے کہ غلطی کروگے تو سزا بھی پاؤ گے۔

☆ ایک مرتبہ جناب محمد معین الدین صاحب (صدر درگاہ کمیٹی نظام آباد) کے کسی رشتہ دار کے یہاں گڑ پکایا جارہا تھا، لیکن اُس میں بدبو پیدا ہو جارہی تھی، کافی گڑ خراب ہو چکا تھا، لیکن جب حضرت سالک القادریؒ کے

علم میں یہ بات آئی تو آپؒ نے وہاں جا کر دعا فرمائی، اُس کے بعد گڑ بہترین انداز میں تیار ہونے لگا۔

حضرت سالک القادریؒ صاحبِ تصانیفِ کثیرہ بزرگ تھے، آپؒ شاعر بھی، مصنف بھی، صوفی بھی، مرشد بھی، قاری بھی، کیا کیا کہا جائے مردِ ناقص کا قلم دم توڑ رہا ہے، آپؒ کے اوصافِ حمیدہ بیان کرنے اور لکھنے کے لئے مردِ کامل کی زبان اور قلم چاہئے۔

آپؒ کے مشہور موجودہ تصنیفات یہ ہیں: گلزار بہلول، حیاتِ بہلول، خمار، سبد گل وغیرہ

**گلزار بہلول:** یہ آپکی مطبوعہ تصنیف ہے جس میں آپؒ نے تصوف، معرفت، بیعت، اور کلمہ طیبہ پر بحث کی ہے، آپؒ کی تصنیفِ منیف ''گلزار بہلول'' سے ماخوذ چند اقوال پیش ہیں۔

## پریشانیوں اور مصائب کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

مصائب پر صبر کرنا بہادری ہے اور مسرور ہونا عرفان ہے، معرفت کا مدعی سب سے بڑا کاذب ہے، ہم عمل کے میدان میں سست قدم اور گفتگو منطق میں تیز رفتار ہرن کی طرح میدان میں دوڑتے نظر آتے ہیں۔ صوفیاء نے اپنے حال وقال کو پیش فرمایا جو بالکل قرآن کریم کے عین مطابق ہے۔

## عقیدۂ توحید و رسالت و عظمتِ صحابہ و اہل بیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

خدا ذوالجلال واحد و یکتا ہے، آسمان معرفت کے چاند ستارے انبیاء کرام کی ذوات قدسیہ ہیں اور شمس النبوت خورشیدِ رسالت حضور شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین محمد عربی ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔

صحابہ و اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین فاتحِ عالم ہیں۔مخزنِ اسرار ربوبیت ہے،اولیاء، اصفیاء، ابدال،اوتاد،اخیار،ابرار نے ان سے ضیاء قلب ونظر حاصل کی۔اور اقطاع عالم میں دعوت رجوع الی اللہ کو عام کیا۔سر زمین ہند کے چپہ چپہ پر محبت الٰہی کا پرچم لہرایا۔

## کلمہ طیبہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

یہ وہی کلمہ پاک ہے جس کے پڑھنے کے بعد آدمی پاکیزہ ترین زندگی کے حدود میں داخل ہوجاتا ہے،اس داخلہ کے بعد انفس وآفاق کے مسائل اُس کے سامنے آجاتے ہیں،جب دنیا کی جھوٹی عظمتوں کے قلعے اور بلند محلات اور دلفریب مناظر کی جاذب نظر کشش ٹکراتی ہیں تو یہ کلمہ والا ایک زوردار ضرب لا الٰہ الّا اللّٰہ لگاتا ہے تو وہ حسین بت پاش پاش ہوجاتا ہے۔کلمہ طیبہ کا صرف ایک ضرب دائرہ وحدت الوجود کو قائم کردیتا ہے۔لا الٰہ سے نفی شدومد وتحت وفوق ہوگا۔الّا اللہ سے اثباتی منزل سامنے آئیگی۔

لا الہ الّا اللہ محمد رسول اللہ صطلاح میں شش جہات کو کہتے ہیں۔

اول :لا یعنی نفس سے تعلق رکھتا ہے، دوم: الٰہ دل سے تعلق رکھتا ہے،

سوم: الّا اللہ مقام روح سے تعلق رکھتا ہے، چہارم :محمد یعنی سِر سے تعلق رکھتا ہے

پنجم: رسول یعنی نور ہے، ششم :ذات سے تعلق رکھتا ہے۔

درکلمہ کفر است دو ،شرک است چہار از طفیل مرشد کامل بر آر

کسی نے لا الٰہ زبان سے کہا اور الّا للہ نہ کہا تو کفر ثابت ہوگا۔

زبان سے کہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل دل ونگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

اسی لئے پیرانِ طریقت نے ارشاداتِ عالیہ میں تاکید فرمائی کہ لا الٰہ الّا اللّٰہ ایک ہی سانس میں بلا وقفہ ادا کرے،اس لئے کہ اگر لا الٰہ پر سانس پرواز کر جائے تو کفر پر موت ہوگی ،لھٰذا فوراً الّا اللہ کہ دیں،تاخیر نہ کریں۔

اہل سنت کے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہے:

کسی نے لا الٰہ الّا اللّٰہ کہا اور محمد رسول اللہ نہ کہا تو وہ کافر ہوگیا،اس لئے کہ عظمتِ رسالت کا منکر کافر ہے۔یہی مسلک اہل سنت والجماعت ہے۔

تصوف اور معرفت کی اقوالِ بزرگانِ دین کی روشنی میں اس طرح وضاحت کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ:

حضرت ابو محمد دیمؒ کا قول ہے کہ پہلی چیز جو بندے پر فرض کی گئی وہ معرفت ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:وما خلقت الجن والانس الّا

لیعبدون ۔ترجمہ: اور ہم نے انسانوں اور جنات کو ہماری عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔

عبادت کا مفہوم یہ نہیں کہ صرف پانچ وقت مسجد میں حاضری دی، مقررہ فرائض وسنتیں نماز کی ادا کی، اور اپنے آپ کو عبادت کی ذمہ داری سے سبکدوش تصور کرلیا، مندرجہ بالا آیت کو معرفت کے ثبوت میں پیش کیا گیا، لہٰذا عبادت عبارت ہوئی معرفت سے، اب ہم کو سوچنا ہوگا کہ معرفت کیا ہے؟

حضرت احمد حضرو یہ فرماتے ہیں کہ ''معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ تو خدا کو دل سے دوست رکھے زبان سے اس کو یاد رکھے اور اُس کے ماسوا سے تعلق منقطع کرے۔

حضرت جنید بغدادیؒ سے دریافت کیا گیا کہ تصوف کیا ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا کہ ''تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہے''۔ نتیجہ یہ نکلا کہ معرفت، تصوف ایک ہی مطلب ظاہر کرنے والے الفاظ ہوگئے، یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہنا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہنے اور اُس کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ اطاعت ہے۔

**بیعت کے متعلق حضرت سالک القادریؒ کے رشحاتِ قلم ملاحظہ ہو:**

عربی زبان میں بـــاع یبیـع بِکنا، فروخت ہونے کے معنوں میں مستعمل ہے، اصطلاحِ طریقت میں اشاعتِ دین واعلاء کلمۃ اللہ کے لئے خود کو وقف کردینا ہے اور دین کے کام میں لگ جانا اور مشغول ہوجانا ہے، دین اسلام

عبادت کے مخصوص طریقوں وضابطوں کا نام نہیں بلکہ ایک مخصوص مقصد کو پیشِ نظر رکھ کر زندگی گزارنے کے قواعد وضوابط کا نام ہے، اس لئے مسلمان اگر اس راستے سے ہٹ جاتا ہے تو اس میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے،

سکونِ قلب، تسکینِ روح کے لئے اُس کو ایسے راہبر کی ضرورت ہوتی ہے جو اُس کو اندھیرے سے نکال کر ایسی روشنی میں لے آئے جو اپنی ٹھنڈی شعاعوں سے بے چین روح کو سکون عطا فرماتی ہے، اُس مقصد کی تلاش میں آنے والے طالب کی مرشدِ کامل پہلے آزمائش فرماتے ہیں، جب وہ اُس میں پورا اُترتا ہے تو زُمرۂ ارادت میں داخلہ کی تیاری کرائی جاتی ہے، اس تیاری کے بعد یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ مرید میں استعداد پیدا ہوگئی، پھر اس سے بیعت لی جاتی ہے۔

## ارادت کی برکت ونعمت کے حصول کے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، اس کے متعلق فرماتے ہیں:

''اس نعمتِ عظمیٰ کو حاصل کرنے کیلئے جذبہ اتباع وتقلید، ارادت ومحبت کا ہونا ضروری ہے، بلا چوں و چرا حکم کی تعمیل ہی شانِ ارادت ہے، چنانچہ حکمِ باری تعالیٰ ''واتبع سبیل من اناب الیّ'' ترجمہ: جو میری طرف رجوع ہے اُس کے راستے کی اتباع کرو۔ یہ صاف اور صریح امر ہے کہ بغیر اتباع کے کوئی راستہ نہیں مل سکتا۔

آپؒ اپنی کتاب حیاتِ بہلولؒ میں اپنے والد و پیر ومرشد کے مجاہدانہ دور کا ذکر کرتے ہوئے موجودہ دور کے صوفی نما حضرات کے متعلق تحریر کرتے ہیں: منزلِ تبلیغ ورشد وہدایت میں حضرت سید شاہ بہلولؒ کو پہونچتے پہونچتے غالبًا (۲۴) چوبیس سال کا مجاہدانہ نظام العمل طئے کرنا پڑا، دور حاضر کی تبلیغ کا تو یہ معاملہ ہے کہ باتوں باتوں، کتابوں کتابوں میں آدمی کہاں سے کہاں پہونچ جاتا ہے، آج کا مرید کل کا خلیفہ، پرسوں کا سجادہ، سال میں شیخ، دوسرے سال میں قطب، نامعلوم اور کیا کیا ہو جاتا ہے، مرید کس طرح ہونا چاہیئے؟ اس سلسلہ میں آپؒ نے صفحہ قرطاس پر جو جواہر پارے بکھیرے ہیں ملاحظہ ہو:

'مرید کو چاہیئے کہ اپنی صورت وخد وخال کو سیرتِ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آئینہ حال میں درست کرلے، معصیت کی گندگی ارتکابِ کبائر سے اپنے دامن کو بچانے کا عزم بالجزم کرلے، اتباع وتقلید کا ایک سمندر اپنے سینے میں لیا ہوا طوفان کی طرح اپنی جگہ سے جنبش کرے، موجوں کی طرح ٹکراتا ہوا ساحلِ مراد تک جا پہونچے، اپنے ایثار وقربانی کا ایک نیا جذبہ نئے انداز میں پیدا کرے، حصولِ دین وعرفان، ورضائے مولیٰ کے میدان میں عمل پیش کرے، اور اپنی تابانہ زندگی کے میدان میں صابرانہ روِش قائم کرے، اور ذکر الٰہی سے شغف حاصل کرے، اطاعتِ الٰہی کی مستی سے، اتباعِ رسالت وتقلیدِ

شیوخ کی دیوانگی سے لذت ومحبت حاصل کرے، جس کا نتیجہ یہی کہ فرائض وواجبات وسنت کی مکمل زندگی حاصل ہو جائیگی، مرید کے لئے بزرگانِ سلف ومرشدانِ حق نے جو شرائط بتائے ہیں وہ بہت مختصر ہے۔

پہلی شرط تو یہ ہے کہ مرید ہونے والا عاقل وبالغ ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ پیر کے ساتھ عقیدت ومحبت رکھنے والا ہو۔

خمار: یہ ایک منظوم کتاب ہے، جس میں آپؒ کے بزبانِ عربی، اُردو، فارسی منتخب کلام ہے، جو مدحتِ مصطفیٰ ﷺ ومناقبِ اولیاء پر مشتمل ہے،

حضور پاک ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں گلہائے عقیدت اس طرح پیش کرتے ہیں:

| | |
|---|---|
| مہبطِ روح الامیں ہو یا محمد مصطفیٰ | منزلِ جبل المتیں ہو یا محمد مصطفیٰ |
| یا محمد یا محمد یا محمد مصطفیٰ | نورِ ربّ العالمیں ہو یا محمد مصطفیٰ |
| تاجِ علم الاولیں ہو یا محمد مصطفیٰ | نورِ قرآنِ مبیں ہو یا محمد مصطفیٰ |
| گنبدِ خضریٰ نشیں ہوں یا محمد مصطفیٰ | اور فخرِ آخریں ہو یا محمد مصطفیٰ |
| طائر سدرہ کہاں ہے عرش پر آواز دو | آپ تو رفرف نشیں ہو یا محمد مصطفیٰ |
| عرض گسترآپ کا سالکِ بے خانماں | آستانے پر جبیں ہو یا محمد مصطفیٰ |

سلطان الاولیاء حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں اپنی عقیدتوں کا یوں اظہار کیا:

مسندِ عزتِ اولیاءِ جہاں حضرت غوث کا آستاں دوستوں
ہے من اللہ، مع اللہ، الی اللہ کا مست بے خود ہے یہ کارواں دوستوں
عشقِ غوث الوریٰ، عشقِ خیر الوریٰ، عشق قرآن کا، عشق عرفان کا
یہ نہ ہوتو کوئی بات ملتی نہیں، بس یہی راز ہے رازداں دوستوں
نائبِ انبیاء، نائبِ مصطفیٰ جانشینِ علی حیدر و مجتبیٰ
بزمِ خاتونِ جنت کے شمع ھُدیٰ شاہِ بغداد ہے بے گماں دوستوں

## سلطان الہند سیدنا خواجہ معین الدین چشتیؒ کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت

اس طرح پیش کرتے ہیں:

ظلِ لطف ِخدا غریب نواز مرأت ِحق نما غریب نواز
قائدِ اولیاء غریب نواز وارثِ انبیاء غریب نواز
سر علمِ خدا غریب نواز معرفت کی ضیاء غریب نواز
نار ِنمرود بن گئی دنیا ائے خلیل ِ خدا غریب نواز
شکر یزدان یک غریب ہوں میں عرض کرنا ہے کیا غریب نواز
کس زباں سے کہوں کہ خادم ہے سالکؔ خستہ یا غریب نواز

حضرت سالک القادری رحمۃ اللہ علیہ کے عقد نکاح میں عفت مآب، پاک دامن بی بی سیدہ قمر النساء صاحبہ آئی، جن کے بطن مبارک سے دو صاجبزادے اور دو صاجبزادیاں ہوئیں، فرزند اکبر کا نام الحاج سید شاہ مسعود عالم حسینی (سابق سجادہ نشین بارگاہِ حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ) اور فرزند اصغر کا نام

الحاج سید شاہ مقصود عالم حسینی (موجودہ متولی وسجادہ نشین بارگاہِ حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ)۔

حضرت سالک القادریؒ کا خانقاہ سے متصل آبائی قدیم مکان تھا، اس کے پہلے کمرے میں حضرت قیام کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت سالک القادریؒ نے اس کے دروازے پر برش سے ''منزل مقصود'' لکھا، آج کی تاریخ میں بھی یہ منزل مقصود ہی ہے۔اور حضرت سید شاہ مقصود عالم حسینی کو اس منزل پر آج بھی ناز ہے۔

حضرت سالک القادریؒ کی ہر روز بیٹھک خانقاہِ بہلولؒ پر رہتی تھی، اور کئی لوگ آپؒ سے علوم ظاہری و باطنی کے اکتساب کے لئے آیا کرتے تھے، آپؒ کے مریدین ریاست وبیرونِ ریاست کثیر تعداد میں موجود ہیں، آپؒ کے خلفاء بھی کثیر تعداد میں موجود تھے۔جن میں چند موجودہ خلفاء کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت صوفی شیخ شاہ محبوب عالم قادری صاحب صدر الخلفاء (حیدرآباد)

(۲) حضرت صوفی شیخ محمد شریف الحق القادری صاحب (حیدرآباد)

(۳) حضرت صوفی شاہ محمد قادری صاحب عثمانیہ یونیورسٹی (حیدرآباد)

(۴) حضرت صوفی شیخ شہاب الدین قادری صاحب

(۵) حضرت صوفی مستان شاہ صاحب

حضرت سالک القادریؒ سے ملاقات کے لئے خانقاہِ بہلولؒ پر شہر حیدرآباد، نظام آباد، بودھن، ورنگل، بانسواڑہ، کوٹگیر، کاماریڈی، نرمل، صوفی نگر، بھیمگل، عادل آباد، مہاراشٹرا، اور دیگر مقامات سے مخلوقِ خدا کثرت سے آتی تھیں اور فیوض و برکات حاصل کرتی تھیں، حضرت سالک القادریؒ کا زیادہ تر وقت رُشد وہدایت میں گزرتا تھا، یہ چمنستانِ نبوت کا پھول قریب ایک صدی تک ایک عالم کو اپنی رشدو ہدایت، علم و

عرفان کی خوشبو سے معطر و معنبر کرتا ہوا نوے (۹۰) سال کی طویل عمر پا کر ۲۰ /مارچ/ ۱۹۸۳ء بروز اتوار داعی اجل کو لبیک کہا : انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون ۔

شاہ سالک کی عظمت پہ لاکھوں سلام ۔۔۔ اُن کی شانِ ولایت پہ لاکھوں سلام
گرہ کھلتی ہے عرفان کی آپ سے ۔۔۔ علمی شان وجلالت پہ لاکھوں سلام
سینکڑوں کے دلوں کو منور کیا ۔۔۔ اُس نگاہِ ولایت پہ لاکھوں سلام
حُسن اخلاق اور سادگی کا مزاج ۔۔۔ انکساری طبیعت پہ لاکھوں سلام
آپ کے در سے کوئی نہ خالی گیا ۔۔۔ شاہی جودوسخاوت پہ لاکھوں سلام
خوب پھیلائی حق کی ضیاء چارسو ۔۔۔ انبیاء کی نیابت پہ لاکھوں سلام

نام محمودؔ اُن کی عطا سے ملا
تیری محمود نسبت پہ لاکھوں سلام

# حضرت الحاج قاری سید شاہ مسعود عالم حسینی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی: سید مسعود عالم حسینی لقب: مدنی والد گرامی: سید محمود عالم حسینی آپؒ کا سلسلہ نسب امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام سے جا ملتا ہے، آپ حنفی المذہب تھے، آپؒ حضرت سالک القادریؒ کے فرزند اکبر، خلیفہ و جانشین اول ہیں۔ آپؒ بہترین قاری تھے، تاریخ ولادت: ۸ جون/ ۱۹۴۲ء بروز پیر، بمقام نظام آباد، آپؒ کے والد گرامی نے آپ کو ''مدنی'' کے لقب سے نوازا۔

آپؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی، بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے لئے عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد، تشریف لائے اور ایم۔اے، (MA) کی تعلیم مکمل کی، تعلیم کی تکمیل کے بعد بودھن میں ملازمت اختیار کی، بعد ازاں بیرون ملک کویت تشریف لے گئے، کویت ایرپورٹ پر آپؒ نے بحیثیت آفیسر اپنی خدمات انجام دیئے، ۱۹۹۱ء میں ہندوستان تشریف لائے، ۱۹۹۱ء سے تاحیات آپؒ بارگاہِ حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ وحضرت سید بہلول شاہؒ و حضرت سالک القادریؒ کی خدمات میں مصروف رہے، آپؒ کے عقد نکاح میں محترمہ احمدی بیگم صاحبہ آئی، جن سے آپؒ کو تین (۳) بیٹیاں اور ایک فرزند ہیں، جن کا نام سید انتخاب عالم خسرو حسینی ہے جو فی الحال آسٹریلیاء میں مقیم ہیں۔

نورِنظر سالک القادریؒ سید شاہ مسعود عالم حسینیؒ بروز منگل ۲۳ /اپریل ۱۹۹۶ء بمقام تیرگلی، بودھن میں بعمر ۵۴ سال خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون ۔ آپؒ کے جسدِ خاکی کو بودھن سے نظام آباد لایا گیا، اور احاطہ بارگاہِ حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ میں اپنے والد گرامی کے قدموں میں مدفون ہوئے۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

## حضرت الحاج سید شاہ مقصود عالم حسینی مرشدی قبلہ حفظہ اللہ

اسم گرامی: سید مقصود عالم حسینی لقب: مرشدی والد گرامی: سید محمود عالم حسینی آپ کا سلسلہ نسب امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام سے جاملتا ہے، آپ حنفی المذہب ہے، آپ حضرت سالک القادریؒ کے فرزند اصغر، خلیفہ وموجودہ سجادہ جانشین ہیں۔

تاریخ ولادت: ۱۵/فبروری/ ۱۹۴۸ء بروز اتوار، بمقام نظام آباد، آپ کے والد گرامی نے آپ کو ''مرشدی'' کے لقب سے نوازا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزگوار سے حاصل کی، بعدازاں اعلیٰ تعلیم کے لئے عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد، تشریف لائے اور بی۔اے (BA) کی تعلیم مکمل کی، حیدرآباد میں ہی قیام فرما ہوکر آپ نے وکالت (ایڈوکیٹ) کی ایک ہی سال تعلیم مکمل کی، بعدازاں آپ کے والد ومرشد

گرامی حضرت سالک القادریؒ نے حکم دیا کہ وکالت کی تعلیم ترک کردیں۔ آپ نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے وکالت کی تعلیم کو ترک کیا اور نظام آباد لوٹ آئے، اس بات سے حضرت سالک القادریؒ کی دوراندیشی وفراست معلوم ہوتی ہے اور حُسنِ تربیت کا بھی ہم اندازہ لگا سکتے ہیں، چونکہ وکالت ایک ایسا پیشہ ہے جس میں سچ اور جھوٹ میں امتیاز مشکل ہے، اہل تقویٰ کے لئے یہ پیشہ نامناسب ہے۔

حضرت سالک القادریؒ جانتے ہیں کہ یہ میرا لختِ جگر، میرا جانشین ہوگا۔ آپ نے ہرگز گوارہ نہ کیا کہ میرا مقصود منزل مقصود تک پہنچے اور اُس کے ساتھ مشتبہ پیشے کی ڈگری بھی ہو؟ لہٰذا آپؒ نے منع فرمایا، اس صاحبزادہ والا شان حضرت مقصود عالم کی اطاعت وفرمانبرداری کا بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس تعلیم کے لئے آپ نے اپنا گھر، شہر، سب کچھ چھوڑا، لیکن جب حکمِ والد ہوا تو اُس کی اطاعت کرتے ہوئے لوٹ آئے، بعدازاں

حضرت مقصود عالم حفظہ اللہ نے مختلف اداروں میں اپنی خدمات انجام دیئے، جس میں ایجوکیشنل ڈپارٹمنٹ، تحصیل آفس، کلکٹر آفس، وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے بعد آپ حفظہ اللہ بیرون ملک کویت کیلئے روانہ ہوئے جہاں گورنمنٹ کے ایجوکیشن ریسرچ سنٹر میں ڈائرکٹر کے سیکریٹری کی حیثیت سے منتخب ہوکر تقریباً (۱۱) گیارہ سال خدمات انجام دیئے، پھر خلیج کی جنگ کے

بعد واپس ہوئے اس کے بعد سعودی عرب کے گورنمنٹ کے بیورو آف ایجوکیشن اور پرنس سلطان یونیورسٹی کے پرسنل ڈپارٹمنٹ میں سیکریٹری کی حیثیت سے تقریباً (۱۰) دس سال خدمات انجام دے کر وطن واپس ہوئے ،اوراُس کے بعد حسبِ وصیتِ والدگرامی حضرت سید شاہ محمود عالم حسینیؒ آپ حفظہ اللہ نے تمام روایات خاندانی ومراسم سجادگی اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

الحمدللہ! بارگاہ حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ وخانقاہِ بہلول کا سارانظام اورساری ذمہ داریاں بحسنِ خوبی نبھارہے ہیں۔آپ حفظہ اللہ خاموش مزاج ہیں ،طبیعت میں انکساری رکھتے ہیں،اپنے داداجان ووالدگرامی کی طرح نہ مشائخانہ رعونت ہے،نہ اختلاف الناس ہے،متانت وسنجیدہ مزاجی آپ میں ودیعت کی گئی ہے۔آپ کا عقدنکاح محترمہ انیس بیگم صاحبہ سے ہوا،جن سے آپ کوایک لڑکی اوردوفرزندان ہیں،جن کے نام درج ذیل ہیں:

سیدمظہرعالم حسینی ، سیدمجتبیٰ عالم حسینی المعروف وکیل۔

آپ کے فرزنداکبرسیدمظہر عالم حسینی سلمہ اللہ دوسال قبل سعودی عرب سے تشریف لائے،دوسال سے خانقاہی نظام ودرگاہ شریف کے جملہ اُمور میں اپنے والدگرامی کے شانہ بہ شانہ سرگرم عمل ہیں۔اورآپ کے فرزنداصغرسیدمجتبیٰ عالم حسینی المعروف وکیل سلمہ اللہ جوفی الحال سعودی عرب میں مقیم ہے۔

موجودہ سجادہ نشین حضرت مقصود عالم حسینی ہندوستان تشریف لانے کے بعد

آپ نے درگاہ حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ کی ترقی کیلئے اور موقوفہ اراضی کیلئے (جو درگاہ شریف کے تحت ہے) بے شمار کام سرانجام دیئے، سعی پیہم جہد مسلسل سے آپ نے بارگاہ کی مفقود اراضی کو حاصل کیا۔ پہاڑی شریف پر ایک (۹۰) سالہ قدیم مسجد ہے، جس کا نام مسجدِ مدنی ہے، مذکورہ مسجد کیلئے مستقل طور پر امام صاحب کا تقرر عمل میں لایا گیا، جو پنج وقتہ نماز کے ساتھ کمسن بچوں کو دینی تعلیم دے رہے ہیں، عرس کے موقع پر زائرین سینکڑوں کی تعداد میں بارگاہوں پر حاضری دیتے ہیں اور خانقاہ پر بھی مریدین و معتقدین کثیر تعداد میں جمع ہوتے ہیں۔ چونکہ پہاڑی شریف پر عرس کے موقع پر جگہ کی تنگی کی وجہ سے مرد و خواتین کے اختلاط کا خوف تھا، اس کے پیشِ نظر آپ حفظہ اللہ کی سرپرستی میں آپ کے فرزندار جمند حضرت سید شاہ مظہر عالم حسینی نے اپنے صرفِ خاص سے پہاڑی شریف پر خواتین کیلئے ایک وسیع و عریض چبوترہ بنایا تاکہ اختلاط سے روکا جائے۔

قبل ازیں حضرت مظہر عالم حسینی نبیرہ پیر سالک نے خانقاہِ بہلول کو وسیع کیا، عرس کے موقع پر محفل سماع و محفل نعت میں زائرین و حاضرین کو نشست کیلئے مشکلات کا سامنا تھا، لیکن الحمد للہ گذشتہ سال وہ مسئلہ بھی حل ہوگیا۔ اب خانقاہِ بہلول کا صحن وسیع و عریض ہوگیا، جس کی وجہ سے کئی لوگ اطمینان کے ساتھ محافل میں شرکت کررہے ہیں اور فیضانِ اولیاء سے بہرہ مند

ہورہے ہیں۔

بارگاہ پر فاتحہ خوانی ونگرانی کی جناب محمد ابراہیم صاحب (ولد محمد حفیظ صاحب قادری مرحوم) گذشتہ (۲۵) پچیس برس سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ بارگاہ خداوندی میں عاجزانہ دعا ہے کہ جانشینِ پیرِ سالک وسجادہ بارگاہ حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ حضرت الحاج سید شاہ مقصود عالم حسینی مرشدی کو حیاتِ خضری وصحتِ کلی نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس۔